شرک فی التوحید اور شرک فی الرسالت کی وضاحت

توہین رسالت کا قانون احمدیوں پر تبر چلانے کیلئے ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 / جولائی 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج بھی دنیا میں مختلف مقامات پر جماعت احمدیہ کے یا ذیلی تنظیموں کے اجلاسات ہو رہے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ ان کے ان اجلاسات کا اعلان کر دیا جائے تا کہ احباب ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ضلع میر پور خاص سے اطلاع ملی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا جو سالانہ اجتماع ہے آج 22 / جولائی سے شروع ہو رہا ہے اور دو دن تک انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ کی تین مجالس کا سالانہ اجتماع بھی آج منعقد ہو رہا ہے۔ مجلس انصار اللہ بنگلور (بھارت) کا دوسرا سالانہ صوبائی اجتماع 24 / جولائی بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے اور کل 23 / جولائی کو لجنہ اماء اللہ ڈھاکہ کا ایک سیمینار اور خدام الاحمدیہ سکاربرا کینیڈا کا سالانہ اجتماع منعقد ہوگا۔

گزشتہ خطبے میں میں نے ذکر کیا تھا کہ پاکستان میں گستاخیٔ رسول کے نام پر کچھ ہنگامے ہوئے، کچھ شور پڑا، کچھ حکومت کو یوں محسوس ہوا جیسے زلزلہ طاری ہو گیا ہو۔ کچھ معافیاں مانگی گئیں، کچھ بیانات سے لوگ منحرف ہوئے۔ ایک عجیب وغریب سا ہنگامہ ہوا تھا اس کے متعلق میں ذکر کر رہا تھا کہ یہ کیوں ہو رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے اور یہ خیال تھا کہ میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں اس کی مذہبی

حیثیت پر کھل کے روشنی ڈالوں گا کیونکہ مضمون لمبا ہے اس لئے میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہوسکتا ہے آئندہ دو تین خطبات تک یہ سلسلہ چلے۔ آج ابھی تمہید ہی ختم نہیں ہوئی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی مذہبی حصے کی باری آئے کیونکہ اس کے علاوہ بھی ایک دو اعلانات کرنے ہیں مثلاً جلسہ جو قریب آ رہا ہے اس کے متعلق چند ہدایات ایسی تھیں جو ذکر سے رہ گئی تھیں ان کا ذکر بھی ہوگا۔ روانڈا کے متعلق ایک تحریک کرنی ہے پس ان تمام امور سے شاید اتنا وقت نہ بچے کہ مذہبی حصے کا کم سے کم ایک پہلو ہی پوری طرح بیان کیا جاسکے۔

پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے درحقیقت سیاست کی قلابازیاں ہیں اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ علماء نے بھی سیاستدانوں کی دکھتی رگ پکڑی ہوئی ہے اور علماء کی دکھتی رگیں بھی سیاست کے ہاتھوں میں ہیں اس لئے جیسے کوئی مداری کسی کھلونے کے بٹن دباتا ہے اور کرتب کرتا یا کراتا ہے ویسے ہی کرتب وہاں دکھائے جا رہے ہیں جو اتنا بڑا ہنگامہ بیان کیا گیا کہ علماء نے سپریم کورٹ کا گھیراؤ کرلیا اس کی جو تصویریں وہاں سے پہنچی ہیں وہ میں آپ کو دکھاؤں کتنا بڑا علماء کا سپریم کورٹ کا گھیراؤ تھا۔ پندرہ بیس کل ہیں جن میں سے دو چار داڑھی والے مولوی ہیں باقی ان کے شاگرد اور لگی لپٹی باتیں کرنے والے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے اور جو آنکھوں دیکھا حال لوگوں نے بیان کیا ہے اسے سن کے ہنسی آتی ہے کہ چند مولوی گھیراؤ کے نام پر سپریم کورٹ کے سامنے جا کر بیٹھ گئے اور پاکستان کا مرکزی حکومت کا وزیر خود ان کے احترام میں ان سے درخواست کرنے آیا کہ آپ سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہرگز کچھ نہیں ہوگا، آپ چلیں ہمارے ساتھ۔ چنانچہ تھوڑے سے نخروں کے بعد وہ ان کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

سوال یہ ہے کہ ان کا مطالبہ کیا تھا؟ ان کا مطالبہ سپریم کورٹ سے تھا اور سپریم کورٹ پر دباؤ تھا کہ اگر تم نے ہماری مرضی کے فیصلے نہ کئے تو ہم یہ گھیراؤ بند نہیں کریں گے۔ ایک وزیر یا ساری کیبنٹ کا کیا حق تھا کہ سپریم کورٹ کی طرف سے ان سے کوئی وعدہ کرتی۔ اس لئے اندر کی کہانی کھلم کھلا باہر آ گئی ہے۔ جیسے کہتے ہیں نا انگریزی میں بلی تھیلے سے باہر آ گئی تو پاکستان کی بلیاں ساری کی ساری تھیلے سے باہر دکھائی دیتی ہیں۔ عجیب وغریب واقعہ ہے چند علماء کا اکٹھے ہونا اور پھر اتنی بڑی اخباروں میں بیان بازی کہ گویا بہت ہی عظیم الشان ایک واقعہ ہو گیا ہے اور ناموس رسولؐ کی خاطر علماء

کٹ مریں گے اور ملک برداشت نہیں کرے گا کہ اس کے خلاف کوئی بات ہو اور پھر حکومت کا سر جھکانا کہ ہم کون ہوتے ہیں ناموس رسولؐ کے خلاف کوئی بات کرنے والے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی ایسا نہیں پیدا ہوا یہاں جو ناموس رسولؐ کے خلاف بات کرے۔ اس لئے آپ سپریم کورٹ کا گھیراؤ چھوڑ دیں اور سپریم کورٹ کے متعلق جو آپ کا دباؤ ہے وہ فکر نہ کریں ہم ذمہ دار ہیں۔ اگر سپریم کورٹ نے ایسا ویسا فیصلہ دیا تو ہم استعفیٰ دے دیں گے۔ یہ کیا تماشہ ہے، کیا کھیل ہے؟ اس کا دوسرا نام نورا کشتی بھی ہے اور پاکستان میں نورا کشتی بہت ہوتی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ نورا کشتی کے دنگل میں تبھی لوگ دلچسپی لیتے ہیں اگر احمدیوں کو بیچ میں بٹھایا جائے اور ان کے گرد پھر نورا کشتی کے کھیل ہوں، باقی معاملات میں نورا کشتی نہیں ہوتی۔

پرانے زمانے کی بات ہے احمدیوں کے معاملے میں اتنے ہنگامے ہوئے 74ء کے بعد تقریریں ہوئیں۔ ٹیلی ویژن پر پرائم منسٹر صاحب نے اعلان کئے کہ میں کوئی گولی اپنے عوام کے اوپر نہیں چلنے دوں گا جو مرضی کرلو۔ لیکن بلوچستان میں ہزار ہا بلوچیوں کو فوج کشی کے ذریعے بھون ڈالا گیا اور وہاں نورا کشتی نہیں ہوئی۔ یہ فرق ہے ایک، وہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ جہاں حکومت کو یہ اطمینان ہو کہ احمدیوں کا گوشت ان لوگوں کے سامنے پھینک دیا جائے تو حکومت کا ادنیٰ سا بھی نقصان نہیں ہوگا بلکہ ان کی وفاداریاں خریدی جاسکتی ہیں اور ان سے پھر اور بہت سے کام لئے جاسکتے ہیں وہاں حکومت ایک ذرہ بھی اس بات کی پرواہ نہیں کرتی کہ معصوم احمدیوں کو ان مولویوں کے آگے ڈالا جائے اور کیسے کیسے ان پر مظالم کروائے جائیں۔ ایک ادنیٰ سی بھی پرواہ حکومت کو نہ انصاف کی، نہ حسن سلوک کی، نہ شہریت کے حقوق کی کچھ بھی باقی نہیں رہتی اور جہاں معاملہ حکومت کا اپنا آجائے حکومت کو خطرہ ہو کسی تحریک سے وہاں ہر قسم کی فوج کشی بھی شروع ہو جاتی ہے اور پولیس ایکشن کا بھی کوئی کنارہ باقی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ بھٹو صاحب کے مزار کے گرد بھی گولیاں چل جاتی ہیں۔ آخر وہاں کیوں عوام الناس کا خون قیمتی نہیں ہے۔ وہاں ان چھاتیوں پر کیوں گولیاں برسائی جاتی ہیں؟ یہ مسئلہ ہے جو آپ لوگوں کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے تا کہ آئندہ جب کوئی اس قسم کی نورا کشتیاں ہوں تو معصوم احمدی بھولے پن میں مجھے یہ نہ لکھنا شروع کر دیں کہ انقلاب آ گیا۔ وہ انقلاب جو آئے گا وہ اوپر آئے گا وہ آسمان پر آئے گا اور آسمان سے اترے گا پھر کسی کی مجال نہیں کہ اس انقلاب کی راہ روک

سکے۔ اس لئے کھیل تماشوں کو انقلاب نہ سمجھا کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ سیاستدان بہت مشکلات میں ہیں اور ایک ان پر یہ تاثر ہے کہ احمدیوں کے معاملے میں اگر ہم نے کوئی بھی سختی کی تو اس بہانے فوج واپس آجائے گی اور سیاست کی صف لپیٹی جائے گی۔ یہ ایک پرانا نظریہ چلا آرہا ہے۔ پیپلز پارٹی کے آغاز کے وقت کی بات ہے پیپلز پارٹی ہی میں یہ ایجاد ہوا تھا کہ جب بھی احمدیوں کے خلاف تحریک کو کچلا گیا تو مارشل لاء لگ گیا۔ اس لئے مارشل لاء سے ملک کو بچانے یا اپنی جانیں چھڑانے کے لئے ضروری ہے کہ احمدیوں کو جن کے سامنے ڈالنا ہے وہ چیریں پھاڑیں جو مرضی کریں کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن مارشل لاء کا خطرہ مول نہیں لینا۔ اس کے برعکس جب سیاسی تحریکیں زور پکڑتی ہیں تو وہاں کیوں گولی چلتی ہے وہاں کیوں گلیوں میں خون بہائے جاتے ہیں۔ وہاں کیوں وسیع پیمانے پر قیدیں ہوتی ہیں۔ کیا ان دونوں باتوں میں تضاد ہے؟ یہ مسئلہ ہے جو میں کھولنا چاہتا ہوں۔ درحقیقت کوئی تضاد نہیں۔ اس صورت میں دو ہی ان کو احتمالات دکھائی دیتے ہیں یا تو اس تحریک کے نتیجے میں ہم ذلیل و خوار ہو کر اتریں گے اور ان رقیبوں سے جوتیاں کھائیں گے یا مارشل لاء آئے گا نہ ہم رہیں گے نہ یہ رہیں گے۔ اس وقت مارشل لاء ایک بہت قیمتی چیز اور Wellcome چیز دکھائی دیتی ہے۔ اس وقت ان سیاستدانوں کی نظریں حقیقت میں مارشل لاء پر لگی ہوتی ہیں۔ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ رقیب روسیاہ حکومت میں آجائے۔ وہ کہتے ہیں ان کو تو بہر حال اتارو مارو کوٹو جس طرح بھی چاہو جیلوں میں ٹھونسو، ان کی چھاتیاں بھون دو گولیوں سے، لیکن آنے نہ دو یا تو یہ مر کے ختم ہو جائیں گے اور ہم حکومت کریں گے یا اگر آیا تو مارشل لاء ہی آئے گا نا، ان کا بھی حق حکومت سے جاتا رہے گا ہمارا بھی جاتا رہے گا۔

پس جو اس سے پہلے مارشل لاء تھا جو ضیاء کا مارشل لاء لگا ہے اس میں احمدیوں کے معاملے کا کوئی بھی دخل نہیں تھا۔ کوئی دور کی بھی بات احمدیت کی نہیں تھی۔ اس لئے مارشل لاء سے تو ان کو نجات ممکن نہیں ہے۔ جب لگنا ہے جیسا بھی لگنا ہے وہ تو ان کا مقدر بن چکا ہے۔ جہاں سیاست میں اخلاق باقی نہ رہیں جب سیاست میں اصول نہ چلیں۔ جہاں ہر چیز، ہر حربہ، ہر پارٹی کے لئے جائز ہے خواہ وہ حکومت میں ہو یا حکومت سے باہر ہو۔ جہاں ملک میں عوام الناس کے احساسات نہ حکومت پارٹی کو ہوں نہ اپوزیشن پارٹی کو ہوں، صرف حکومت کی بھوک ہو اور اس کی طلب سب کچھ کروا ڈالے۔ جہاں یہ دستور سیاست ہو وہاں سیاست نہیں چلا کرتی۔ آج نہیں تو کل ضرور نا کام ہو

جاتی ہے۔ احمدیت کے معاملے کو ایک طرف کر کے دیکھ لیجئے پہلے بھی تو کر چکے ہیں۔ پھر کب آپ کو مارشل لاء سے نجات ملی تھی۔ تاریخ پاکستان کا بدترین مارشل لاء وہ تھا جو احمدیت کی وجہ سے نہیں آیا بلکہ آپ کی آپس کی لڑائیوں کی وجہ سے آیا ہے۔ ان تحریکات کے نتیجے میں آیا جو بھٹو صاحب کے خلاف مہم چل رہی تھی اور اگر اب حکومت سمجھتی ہے کہ بھٹو صاحب کی پارٹی کے خلاف اب جو تحریکات چل رہی ہیں ان میں احمدی گوشت پھینک کر ہم ان خونخواروں سے نجات حاصل کر لیں گے تو جھوٹ ہے، وہم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو تاریخ پاکستان کا علم ہی کوئی نہیں۔ کوئی اس سے سبق حاصل نہیں کیا۔ مارشل لاء ناانصافی سے لگتا ہے۔ مارشل لاء بے حیائی کے نتیجے میں لگتا ہے۔ اس وقت لگتا ہے جب فوج پہلے ہی تیار ہوتی ہے اور فوج میں بھی بہت آنکھیں ہیں جو حرص کے ساتھ حکومت کو دیکھ رہی ہوتی ہیں کہ جہاں ایسا بہانہ مل جائے کہ عوام یقین کر لیں کہ اب چارہ کوئی نہیں تھا اس کے سوا وہاں ضرور دخل دیا جائے اور جب یہ بہانہ ہاتھ آ گیا جب عوام الناس میں یہ بات عام ہوگئی کہ دیکھو سیاست پھرنا کام ہوگئی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مارشل لاء سے ملک کو بچا نہیں سکے گی۔ مارشل لاء سے پہلے کے بیان بھی تو کبھی پڑھ کے دیکھیں۔ تمام فوجی افسر یہی بیان دیتے ہیں ہمیں تو کوئی دلچسپی نہیں۔ دو دن پہلے تک یہی بیان آ رہے ہوتے ہیں اس لئے بیانات کی کیا بات ہے۔ اپنے حالات درست کرو، اپنے کردار درست کرو، اصولوں پر قائم ہو تو ملک بھی بچے گا اور آپ بھی بچیں گے۔ اگر یہی ہلڑ بازی رہی جیسی کہ چل رہی ہے اور پھر ناانصافی کی حد کہ جماعت احمدیہ کو ہر دفعہ اپنے مفادات کی خاطر قربان کرنے کے لئے ظالموں کے رحم و کرم پر پھینک دیا جائے جہاں رحم و کرم نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ اور جہاں مذہب سے تمسخر کیا جائے، مذہبی اقدار سے کھیلا جائے وہاں کب تک آخر آپ مارشل لاء سے بچیں گے۔ وہی محاورہ صادق آتا ہے کہ بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی، کبھی تو چھری کے نیچے آئے گی۔ تو بکرے کی مائیں بنے بیٹھے ہو اور کہتے ہو کہ مارشل لاء سے گریز کرو، مارشل لاء سے بچنے کی کوشش کرو، یہ تو ممکن نہیں ہے۔ اپنی ادائیں بدلو تو پھر ضرور ہے اور ہونا یہی چاہئے اور میں تو سب سے زیادہ مارشل لاء کے خلاف اپنے خطبات میں ذکر کر چکا ہوں اور فوج کو اچھی طرح سمجھا چکا ہوں کہ دیکھو کہ یہ کوئی طریق نہیں ہے۔ ملک کی سیاست کو درست کرنے میں اثر انداز ہو۔ جب بے اصولیاں ہوتی ہیں تم چپ

کر کے ایک طرف بیٹھے رہتے ہو اور کہتے ہو جی سیاست آزاد ہے۔ اور جب جانتے ہو کہ وہ بے اصولیاں حد برداشت سے باہر چلی جائیں گی اور تمام حدود پھلانگ دیں گی پھر تمہیں موقع ملے گا اور تم پوری طرح آ کر ساری سیاست کی صف لپیٹ دو گے۔ یہ وفاداری نہیں ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے۔ فوج کا کام ہے اپنا دباؤ اس وقت ڈالے جبکہ بے حیائیاں ہو رہی ہوں جیسا کہ اب ہو رہی ہیں۔ جو پاکستان میں نورا کشتی کھیلی جارہی ہے اس کا حقیقت میں مذہب سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

میں مثال کے طور پر آپ کے سامنے صورتحال رکھتا ہوں۔ علماء کے بیانات پہلے سن لیجئے یہ جو دس پندرہ علماء ہیں جنہوں نے گھیراؤ کیا ہوا تھا سپریم کورٹ کا۔ ہاں یہاں بھی ایک سوال اٹھتا ہے کہ اگر سپریم کورٹ کا گھیراؤ ہو تو کوئی با اصول حکومت کیا کرتی ہے۔ اگر سپریم کورٹ کا گھیراؤ ہو اور اس گھیراؤ کے سامنے کوئی حکومت سر تسلیم خم کر دے تو اس کا مطلب ہے کہ آخری سہارا ملک کے بچاؤ کا بھی ہاتھ سے جاتا رہا کیونکہ سپریم کورٹ انصاف کی آخری ذمہ دار اور علمبردار ہے۔ اگر اس پر چھو کرے دباؤ ڈال دیں یا داڑھی والے بچے دباؤ ڈال دیں اور حکومت برداشت کر جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سپریم کورٹ کی کوئی عزت، اس کے پاس انصاف کی کوئی ضمانت باقی نہیں رہی۔ اور پھر سپریم کورٹ کے جج کو دیکھیں کہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی عزت والے، غیرت والے ملک میں ایسے واقعات نہیں ہوا کرتے۔ انگلستان ہو یا امریکہ ہو یا یورپ کا کوئی آزاد ملک ہو یا مشرق بعید کے آزاد اور عزت دار ملک جو ہیں وہاں یہ ناممکن ہے کہ ایسا واقعہ ہو، اگر دباؤ ڈالا جائے عدالت پر اور حکومت دخل اندازی نہ کرے اور دباؤ ڈالنے والوں کو سخت سزائیں نہ دے تو تمام جج ایسی صورت میں اپنی عدالتوں سے استعفیٰ دے کر باہر چلے جائیں گے اور خطرناک قسم کا عدلیہ بحران پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک کے جج بھی ماشاءاللہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں جوں تک نہیں رینگی سر پہ کہ کیا واقعہ ہو گیا ہے۔

اور جہاں تک علماء کے بیانات کا تعلق ہے ان کو دیکھئے ذرا۔ ”حکومت کو جان لینا چاہئے کہ توہین رسالت کے قوانین میں ترمیم کرنے والوں کے خلاف عوام خود تحریک چلائیں گے حکومت کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کیونکہ عوام میں ابھی تک اتنی ہمت ہے کہ وہ حکمرانوں کے اس قسم کے مذموم ارادوں کو ناکام بنادیں“ (بیان مولوی اعظم طارق۔ روزنامہ جنگ لندن 12 / جولائی 1994ء) سوال یہ ہے کہ وہ مذموم ارادے تھے کیا؟ معافیاں کس بات کی مانگی جارہی ہیں۔ یہ اعلان کیوں ہو رہا ہے کہ

ہاں ہاں ہم تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتے رسول اللہ ﷺ کی ہتک۔ کس نے ہتک کی تھی؟ کس نے ہتک کرنے والوں کی حمایت کی تھی؟ کوئی ایسا واقعہ تو ہوا ہو۔

بیان جس سے بعد میں کنارہ کشی اختیار کر لی گئی وہ یہ تھا کہ جو قانون ملک میں رائج ہے۔ دفعہ 295۔ سی کے تابع اس کا غلط اطلاق ہم نہیں ہونے دیں گے اور یہ جو خطاب تھا یہ عیسائی دنیا سے تھا۔ احمدیت کا کہیں اشارۃً بھی کوئی ذکر اس میں نہیں تھا۔ ایک عیسائی ملک میں جو عیسائیت میں سب سے زیادہ یورپ میں متشدد ہے یعنی آئر لینڈ وہاں یہ بیان دیا گیا تھا کہ دیکھو گھبراؤ نہیں۔ یہ ہمارے جو قوانین ہیں آنحضرت ﷺ کی عزت کی حفاظت کے نام پر، ان کی طرف ان کا رخ ہی نہیں ہے جو بے عزتی کرنے والے لوگ ہیں۔ جو گستاخی کرتے ہیں ان سے ان قوانین کا کیا تعلق ہے، تمہیں کیا فکر ہے، جو عشق میں جان دینے والے ہیں یہ تو ان کے خلاف بنایا گیا ہے اس لئے حکومت اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ آئندہ کبھی کسی عیسائی کو اس قانون کے تابع نہیں پکڑا جائے گا۔ یہ الفاظ نہیں تھے مفہوم یہ تھا جو سارے یورپ نے سمجھا اور مولویوں کو یہ وہم پیدا ہوا کہ کہیں عیسائیوں کی گردن چھوڑتے چھوڑتے یہ احمدیوں کی گردنیں نہ چھوڑ دیں۔ اور صرف یہ مبحث تھا جس کے اوپر سارا شور پڑا ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اور میں اب بھی آگے جا کے ثابت کروں گا سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ناموس پر فدا ہونے والی جماعت احمدیہ ہے۔ سب سے زیادہ ناموس مصطفیٰ میں فدا اور عاشق اور دن رات درود بھیجنے والی اور تمام دنیا میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اعلیٰ اور برتر مقام کو ثابت کرنے اور قائم کرنے والی جماعت احمدیہ ہے۔ اس لئے جو مرضی کہتے پھریں یہ تو فرضی باتیں کہیں کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا تو ان قوانین سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں اور آگے جا کر جیسے بات کھلے گی یہ سب فرضی قصے ہیں۔ مگر مولویوں کے ہاتھ میں حکومت نے جماعت احمدیہ کی گردن تھما دی تھی یہ کہہ کر کہ مرتد کا قانون تو ہم بنا نہیں سکتے، مجبوری ہے، بین الاقوامی قوانین اجازت نہیں دیتے اس لئے اس قانون کو استعمال کرتے ہوئے جتنے احمدیوں کو چاہو متّہم کر کے ان کو تختہ دار پہ چڑھا دو۔ اس میں حکومت تم سے تعاون کرے گی۔ یہ سازش تھی جس کے متعلق ان کو وہم پیدا ہوا کہ کہیں حکومت اس سازش سے پھر نہ گئی ہو یعنی اپنا کردار ادا کرنے سے پھر نہ گئی ہو، اس پر انہوں نے شور ڈالا۔

پھر ایک بیان جاری ہوا قائم مقام امیر جماعت اسلامی کی طرف سے ”توہین رسالت کی سزا کے بارے میں وزیر اعظم واضح اعلان کریں کوئی بھی مسلمان اس سلسلے میں نرمی برداشت نہیں کر سکتا۔ (حکومت) دوٹوک انداز میں واضح اعلان کرے کہ یہ جرم پہلے کی طرح قابلِ دست اندازی پولیس ہے اور اس کے مرتکب کی سزا موت ہوگی۔“ (بیان چودھری رحمت الٰہی۔ روزنامہ جنگ لندن 12 رجولائی 1994ء)

پھر اعلان تھا ”توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ بعض شر پسند اپنی سیاست کو چمکانے کی خاطر توہین رسالت کی سزا کو ایشو بنا رہے ہیں۔“ (بیان حافظ محمد سلیم۔ روزنامہ مشرق لاہور 7 رمئی 1994ء ص 4)۔ پھر ایک ملاں کی طرف سے بیان تھا ”وزیر قانون توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں“ یہ مولانا درخواستی کا اعلان تھا۔ پھر اعلان تھا مولانا محمد اجمل صاحب کا اور سید نفیس شاہ بے شمار نام ہیں ان کا خلاصہ یہی ہے کہ ”اسلامی قوانین کو متنازع قرار دیا گیا تو تحریک چلائیں گے“ (روزنامہ جنگ لندن۔ 19 ردسمبر 1993ء)

اقبال حیدر صاحب کے بیان پر ردعمل کے طور پر ملک میں ان کے سر کی قیمت لگ گئی اور چند لاکھ روپے میں وزیر قانون کا سر مارکیٹ میں بکنے لگا۔ پھر اعلان کیا ”حکومت توہین رسالت کے قانون یا سزا میں تخفیف کا نہ ارادہ رکھتی ہے اور نہ ایسا کرنے کا سوچ سکتی ہے یہ وفاقی کابینہ کا بیان ہے پوری کیبنٹ بیٹھی ہے اور اس نے یہ اعلان کیا ہے اور خالد کھرل نے کہا کہ اقبال حیدر کی طرف جو بیان منسوب ہوا ہے من گھڑت ہے، وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اونچی سطح کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا“ (روزنامہ جنگ لندن۔ 12 رجولائی 1994ء)۔ کیا حکم تھا کہ میں نے یہ بیان دیا بھی تھا کہ نہیں اور میری طرف یہ بیان منسوب ہوا ہے تو کیوں ہوا ہے اس کا کیا مطلب تھا۔ عدالتی تحقیقات اگر ہونی تھی تو ان اخباری نمائندوں سے بھی تو پوچھا جاتا جن کے سامنے یہ بیان دیا گیا تھا وہ جو اصل تحقیق کا ایک حصہ بنتے ہیں، ایک پارٹی ہیں ان کا کہیں ذکر ہی نہیں چلتا۔ یہ تو انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں بیان ہونا چاہئے تھا کہ وہ تحقیق کرے کہ آئرلینڈ کے اخبارات سچے بیانات دیتے بھی ہیں یا وہ پاکستانی اخبارات کی طرح کے ہیں۔ پھر ”دفعہ 295۔ سی میں موت کی سزا تبدیل نہیں کی گئی موجودہ حکومت آئین اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین کے مطابق قادیانیوں کے بارے میں سابقہ پالیسی پر کاربند ہے“ (روزنامہ جنگ لندن۔ 12 رجولائی 1994ء)۔ یہ اعلانات ہیں کیبنٹ کے

اور حکومت کے۔ صدر صاحب فرماتے ہیں ’’توہین رسالت کا اصل قانون برقرار رہے گا اس قانون میں نہ ترمیم کی ہے نہ ایسا کرنے کا ارادہ ہے‘‘ (روزنامہ جنگ لاہور۔ 8/جولائی 1994ء) سرکاری ترجمان کا مساوات میں بیان شائع ہوتا ہے ’’توہین رسالت کی سزا موت ہے۔ ترمیم ممکن نہیں۔ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور ان کی حکومت نبی کریمؐ کی فضیلت اور احترام پر پختہ یقین رکھتی ہے اور اس قانون میں ترمیم کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ توہین رسالت کے مرتکب افراد کو معاف کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں‘‘ (روزنامہ مساوات 9/جولائی 1994ء)۔ وفاقی کابینہ نے کہا ’’توہین رسالت کی سزا کم ہوگی نہ قانون بدلے گا‘‘ (روزنامہ پاکستان لاہور۔ 12/جولائی 1994ء) پھر وفاقی کابینہ کا ایک بیان ہے کہ حکومت اس حد تک جانے کو تیار ہے یعنی ہمارا پیچھا چھوڑ و خدا کے لئے ’’حکومت اس حد تک جانے کو تیار ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کو تین مرتبہ پھانسی دی جائے‘‘ (روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ 12/جولائی 1994ء) تین مرتبہ کہتے ہیں ہم پھانسی دیں گے خدا کے واسطے معاف کردو ہمیں۔ توہین رسالت کے قانون میں تخفیف یا تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ اعلان جو ہے تین مرتبہ پھانسی کا، کابینہ کی طرف سے جاری ہوا ہے، وزیر اعظم بھٹو صاحبہ کی کیبنٹ اعلان کر رہی ہے کہ ہم اس پر بھی تیار ہیں ہمیں معاف کردو۔

پھر کہتے ہیں کھلی ہی نہیں بلکہ ’’مخفی گستاخی‘‘ کرنے والا بھی پکڑا جائے گا یہ بڑا دلچسپ ہے محاورہ ’’مخفی گستاخی‘‘۔ کیونکہ جہاں گستاخی دکھائی نہ دے وہاں مخفی گستاخی تو ہر جگہ بیان کی جاسکتی ہے۔ اور وہی قصہ ہے جو چل رہا ہے ملک میں۔ کہتے ہیں ’’توہین رسالت کے قانون میں تخفیف یا تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا رسول اکرمؐ کی شان میں کھلی یا مخفی گستاخی کرنے والا سزائے موت کا حق دار ہے‘‘ (بیان اقبال حیدر وزیر قانون و انصاف روزنامہ خبریں۔ 7/جولائی 1994ء صفحہ 8)۔ یہ اقبال حیدر صاحب کا بیان آ گیا ہے کہتے ہیں ’’گستاخ رسولؐ کے لئے موت سے بڑھ کر کوئی اور سزا ہوتی تو اس پر بھی عملدر آمد کرتے توہین رسالت کے مرتکب بدبختوں کے لئے اس ملک میں کوئی جگہ ہے نہ کوئی مقام ہم جیسے غلام مصطفیٰؐ کے لئے ناموس رسالت سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں ہے‘‘ یہ وزیر اطلاعات صاحب فرمارہے ہیں (بیان خالد کھرل وزیر اطلاعات ونشریات۔ روزنامہ مساوات فیصل آباد۔ 8/جولائی 1994ء)۔ گورنر پنجاب کہتے ہیں ’’گستاخ رسولؐ واجب القتل ہے قانون میں ترمیم نہیں ہوگی‘‘ (روزنامہ خبریں۔ 7/جولائی 1994ء)۔ ’’حکومت توہین رسالت کے بل میں ردو بدل نہیں کرے گی

شاتم رسولؐ کی سزا موت ہے‘‘ (گورنر پنجاب چودھری الطاف حسین۔روزنامہ مساوات فیصل آباد۔8 / جولائی 1994ء)۔سردار ظفر عباس صاحب آف رجوعہ ممبر قومی اسمبلی کہتے ہیں ’’حکومت توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کا سوچ بھی نہیں سکتی جنہیں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا اعزاز حاصل ہو وہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کیسے کر سکتے ہیں‘‘ (روزنامہ پاکستان لاہور۔9 / جولائی 1994ء)۔ یہ ہے جوان کا توہین رسالت سے متعلق شور وغوغا اور فرضی قصے اور نورا کشتیاں اور وجوہات میں نے بیان کی ہیں اصل اس کا پسِ منظر کیا ہے۔

اب میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اس قوم کا کردار، دین سے لاعلمی کے نتیجے میں کس حد تک مسخ ہو چکا ہے۔فیصلہ سیشن جج لودھراں مجریہ 7 / جون 1994ء کہتے ہیں:

"The Muslims are very sensitive regarding Finality of the Prophethood. Muslims can tolerate "Shirk" in Toheed but they cannot tolerate any shirk in Prophethood. Preaching of anything contrary to the finality of the Prophethood outrages religious feelings to the Muslims."

اس وقت اس قوم کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ علماء ان کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو اس مقام تک لے گئے ہیں کہتے ہیں اللہ کا شرک کوئی ایسی بات نہیں ہے، ثانوی حیثیت رکھتا ہے لیکن شرک فی الرسالت برداشت نہیں ہو سکتا اور شرک فی الرسالت کیا چیز ہے اس کی تشریح کچھ ضروری ہے۔

پہلا تو اس کا حصہ ہے اللہ کا شرک برداشت ہو جائے گا رسولؐ کا شرک برداشت نہیں کریں گے۔اللہ اس بارے میں کیا کہتا ہے فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۹﴾ (النساء:49)

کہ اللہ تعالیٰ اپنا شریک بنانا کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔خدا فرماتا ہے کہ جو میرا شرک کرے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا۔اس کے سوا جو بھی گناہ ہو میں وہ معاف کر سکتا ہوں اور

میں بہت بخشنے والا اور مہربان ہوں۔ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ بخشتا ہے اس کے سوا (یعنی اللہ کے شرک کے سوا) ہر چیز بخش سکتا ہے لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لئے چاہے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا اور جو اللہ کا شرک کرے وہ بہت ہی بڑا افتراء، بہت ہی کھلا کھلا افتراء کرنے والا ہے۔

لیکن ان علماء نے پاکستان کے دماغ اور سوچ اور کردار کو اس حد تک ذلیل اور رسوا کر دیا ہے کہ خدا کے اس دعوے کے برعکس یہ اعلان کیا جا رہا ہے اور عدالتوں میں اعلان کیا جا رہا ہے کہ ہم رسالت کا شرک برداشت نہیں کریں گے۔ خدا کا شرک ہوتا ہے تو ہوتا پھرے اور کر ہی رہے ہیں سارے، ایک دوسرے کو خدا بنائے بیٹھے ہیں، قبروں کی پوجا ہو رہی ہے کون سا شرک ہے جو وہاں جاری نہیں ہے اور جس کے خلاف کسی قسم کا کوئی احتجاج پایا جاتا ہو۔ مردہ پرستی تو اتنی عام ہوتی جا رہی ہے کہ اس پر چادر چڑھانا یوں لگتا ہے کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے خدا کی مغفرت کی چادر کی لپیٹ میں آ گئے۔ کسی نے خوب کہا تھا کوئی غریب، فقیر ایک قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو کوئی صاحبہ آئیں اور بہت بڑی چادر اس کو پہنائی۔ اس نے کہا مُردوں کو پہنا رہی ہے یہ غریب ننگا بیٹھا ہوا ہے اس کو چادر نہیں پہناتیں۔ یہ اس قوم کا حال ہے عورتوں کے سروں سے چادریں اتر گئی ہیں۔ غریبوں کو تن ڈھانپنے کے لئے چار بالشت کپڑا میسر نہیں آتا اور قبروں پر بڑی بڑی چادریں پہنانے والے وزراء اعظم اور گورنر اور بڑے بڑے مشاہیر پہنچتے ہیں اور تصاویر کھچوا لیتے ہیں اور ان کی بخشش کے سامان ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مسلک یہ ہے کہ اللہ کے شرک کا تو کوئی حرج ہی نہیں ہے شرک فی رسالت برداشت نہیں ہوگا اور شرک فی رسالت ہے کیا!؟ یہ بھی تو سمجھا جائے لیکن اس سے پہلے میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا اپنا مؤقف بھی آپ کو بتا دوں آپؐ اس موضوع پہ کیا کہتے تھے، آپ کا دل تو وہی تھا جو خدا کا دل تھا جو خدا کی باتیں تھیں وہی محمد مصطفی ﷺ کے منہ کی باتیں بن جایا کرتی تھیں۔

جنگ احد کے موقع پر جب ابوسفیان بار بار نام پکار پکار کر غیرت دلا رہا تھا کہ ہو زندہ تو آؤ میدان میں نکلو۔ وہ چاہتا تھا کہ پتا چلے مسلمان کہاں چھپے بیٹھے ہیں تو اس نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نام سے مسلمانوں کی غیرت کو للکارا اور کہا کہاں ہے محمد اگر وہ زندہ ہو تو سامنے آئے۔ اس پر صحابہؓ جواب دینے لگے مگر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے اور زور سے ان کو دبا دیا کہ نہیں کوئی جواب نہیں دینا۔ پھر یکے بعد دیگرے مختلف صحابہؓ کے انہوں نے نام لئے بیان کرنے

والے کہتے ہیں ابوبکرؓ کا نام لیا عمرؓ کا نام لیا اور دوسروں کے نام لئے۔ ہر دفعہ جو غیرت میں کوئی صحابیؓ اٹھتا تھا تو اس کو دبا دیا جاتا تھا کہ نہیں، کچھ نہیں کہنا۔ یہاں تک کہ اس نے اعلان کیا اعل ھبل۔ اعل ھبل کہ ھبل ذات کی جے ہو ھبل کا نعرہ لگاؤ وہ بلند ہو۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ یہ نعرہ سن کے بے چین ہو گئے اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے جواب کیوں نہیں دیتے وہ خدا پر ھبل بت کی برتری کا اعلان کر رہا ہے اب کیوں جواب نہیں دیتے اب کیوں خاموش ہو۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اللہ اعلیٰ و اجل، اللہ اعلیٰ و اجل اور احد کی وادی اللہ اعلیٰ و اجل کے نعروں سے گونج اٹھی (بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر ۳۷۴۷)۔ وہ چند صحابہؓ زخمی صحابہؓ تھے جو ایک غار کی پناہ میں بیٹھے ہوئے تھے مگر جب خدا کی غیرت کا سوال آیا، جب شرک خداوندی کا سوال آیا تو نہ ناموس مصطفویؐ خاموش رہ سکتی تھی اس وقت نہ محمد رسول اللہ کی جان کی کوئی قیمت آپؐ کے اپنے نزدیک باقی رہی، نہ صحابہؓ کی عزتوں اور ان کی جانوں کی کوئی قیمت باقی رہی کیونکہ یہ سارے سلسلے اللہ ہی کی محبت اور اس کے عشق میں تھے اور اگر یہ نہ ہو تو رسالت کی حیثیت ہی کوئی نہیں۔ اگر توحید نہیں تو رسالت کی کوئی بھی حیثیت نہیں، کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ مگر اس قدر جاہل بنا دیا گیا ہے اس قوم کو جیسا کہ میں نے وہ آیت پڑھی تھی کہ جب خدا تعالیٰ انسانوں پر شریعت کا بوجھ لادتا ہے اور وہ اس بوجھ کو اتار پھینکتے ہیں جیسا کہ قومیں اتار پھینکتی ہیں تو پھر وہ بوجھ گدھوں پر لاد دیا جاتا ہے اور گدھے ان کے سردار بنا دیئے جاتے ہیں یہ صورت حال ہے جو بعینہٖ ہمارے پیارے وطن، بدنصیب پاکستان پر صادق آرہی ہے۔

جہاں تک اللہ کی توہین کا تعلق ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ جہاں تک شرک خداوندی کا تعلق ہے یہ اور بات ہے لیکن شرک کا مطلب خدا کی توہین نہیں لیا گیا۔ یہ جو مبحث کا اختلاط ہے اس کو اب میں کھول کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ میں یہ بات شروع کروں یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ جب کہتے ہیں شرک فی الرسالت برداشت نہیں تو مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ کوئی اور نبی برداشت نہیں۔ اتنا جاہلانہ نعرہ ہے کہ وہ لوگ جن کو اسلام کی ادنیٰ بھی شدھ بدھ ہو وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نعرے میں کوئی جان نہیں بالکل اسلام کے برعکس ہے۔ سارے عالم پر نگاہ دوڑا کر دیکھ لیجئے، تمام مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیجئے، ایک بھی ایسا نبی نہیں ہے، جس نے کسی اور نبی کی تصدیق کو اپنے ایمان کی تصدیق میں شامل کیا ہو۔ بدھؑ اپنے کو منواتا ہے اور مطمئن ہو کر چلا جاتا ہے۔

کرشنؑ آتا ہے اور اپنے آپ کو منوا کر مطمئن ہو کے چلا جاتا ہے۔ رامؑ نازل ہوتا ہے اور اپنے آپ کو منوا کر چلا جاتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنی منوا کر چلے گئے۔ اور موسیٰؑ نے بھی یہ شرط نہیں داخل کی اپنے ایمان میں کہ جب تک دوسرے انبیاءؑ کو بھی نہ مانو مجھے تم تسلیم نہیں کر سکتے۔ ایک ہی وہ رسولؐ تھا یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کی تفہیمِ توحید کا ایک عظیم جلوہ ہے کہ خدا نے آپؐ کو یہ تعلیم بخشی کہ جب تم کہتے ہو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' تو خدا کا کوئی شریک نہیں لیکن نبی بہت ہوں گے اور ہر ایک کی تمہیں عزت کرنی ہوگی اور ہر ایک کو بعض پہلوؤں سے برابر دیکھنا ہوگا چنانچہ یہ اعلان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب فرمایا گیا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ یہ رسول ان سب باتوں پر ایمان لے آیا ہے جو اللہ کی طرف سے اس رسول پر اتاری گئیں۔ (ان باتوں کی خبر ابھی پاکستان کو نہیں پہنچی)۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ اور سارے مومن جو محمد رسولؐ اللہ کے مومن ہیں وہ ایمان لے آئے ہیں ان باتوں پر كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ ایک رسول پر ایمان نہیں لائے۔ تمام کے تمام اللہ پر ایمان لے آئے ہیں فرشتوں پر ایمان لے آئے ہیں ایک کتاب نہیں تمام کتابوں پر ایمان لے آئے ہیں شرک فی القرآن بھی اب اس کو آپ کہہ دیجئے۔ وَرُسُلِهٖ اور اللہ کے تمام رسولوں پر ایمان لے آئے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اور کہتے ہیں ہم عہد کرتے ہیں اے خدا کہ ہم تیرے بھیجے ہوؤں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کریں گے اور ایک ہو یا لاکھ ہوں ہمارے نزدیک یہ شرک فی النبوۃ نہیں ہے، یہ توحید ہی کا کرشمہ ہے کہ اس توحید سے جتنے جلوے پھوٹیں گے وہ سارے سر آنکھوں پر، ان سب کے سامنے ہم سر تسلیم خم کریں گے۔ یہ ہے قرآن کا بیان۔ یہ ہے قرآن کی رو سے توحید فی الوہیت اور توحید فی الرسالت۔ پھر کہتے ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۟ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۶﴾ اے خدا ہمارے لئے اس کے سوا اب رہا کیا ہے کہ سنیں اور اطاعت کریں اور وہ آواز جس رسول کی طرف سے آئے اگر وہ تیری آواز ہے اور تبدیل نہیں ہوئی تو ہر آواز سر تسلیم خم کرنے کے لائق ہے۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پرانے انبیاءؑ کی باتیں بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اے محمدؐ ان سب رسولوں کی ہدایت کے مطابق تو بھی پیروی کر۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ محمد رسولؐ اللہ جو سب

ہدایتوں سے بڑھ کر ہدایت لانے والے تھے ان کو حکم ہو کہ ان کی ہدایتوں کی پیروی کر۔ مراد وہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ ان کی ہدایت کی کوئی بھی قیمت نہیں اگر وہ خدا کی طرف سے نہیں تھیں اور اگر خدا کی طرف سے تھیں تو کون ہے جو اس ہدایت کے سامنے سر بلند کر سکے۔ یہ وہ توحید فی الرسالت ہے جس کی یہ باتیں کر رہے ہیں۔

اور پھر یہ خیال کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے سارے شریک منظور آپؐ کے وصال کے بعد شریک منظور نہیں تو اس بات کو تو ان کے عقیدے کھلم کھلا جھٹلا رہے ہیں۔ اس قدر دوغلا پن، اس قدر منافقت، اتنا جھوٹ۔ قوم کو بتاتے نہیں یہ دوسرے سانس میں کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوگا اور نبی اللہ کے طور پر نازل ہوگا! اور کیا ان کے فتوے شائع ہوئے نہیں ہیں کہ وہ امت میں آئے گا اور امت میں نبوت کرے گا اور جو اس کی نبوت سے انکار کرے گا وہ امت محمدیہ سے باہر نکل جائے گا۔ پکا کافر اور پکے سے پکا کافر ہو جائے گا!!۔ تو نبوت کے تو خود قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والے کے قائل ہیں لیکن مشرکانہ نبوت کے یہ قائل ہیں ہم نہیں۔ ہم جس نبوت کے قائل ہیں وہ یہ ہے کہ امت محمدیہ میں مسیح پیدا ہوگا آپؐ کے غلاموں میں سے اٹھے گا اور آپؐ کی غلامی میں ہر شرف پائے گا۔ **یہ شریک کو بلاتے ہیں آج سب سے بڑی شریک مسلمانوں کی عیسائیت ہے اور عیسائیت کے رسول کو امت محمدیہؐ میں نازل کرتے ہیں اور کہتے ہیں شرک فی الرسالت برداشت نہیں کر سکتے** اور پھر شرک کیا ہوتا ہے!۔ اس کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟ یہ ایسے نبی کی رسالت اور نبوت کو تسلیم کریں گے، اس کے کہے میں چلیں گے، نبی اس کو کہا کریں گے اس کی نبوت کا کلمہ پڑھیں گے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یہ جو عیسیٰؑ تھا اس کو ہم نے بنی اسرائیل کا نبی بنا کے بھیجا تھا امت محمدیہ کا نبی کبھی نہیں بنایا۔ قرآن کہے گا بنی اسرائیل کا نبی۔ مولوی کہیں گے نہیں، بنی اسرائیل ہی کا منظور ہے کیونکہ ہم تو مرے جاتے تھے امت محمدیہ میں تو ناممکن تھا کہ کوئی پیدا ہو جائے اس لئے شکر کرو خدا کا۔ غیر قوموں سے ہی، آیا تو سہی اور اس بے چارے نے دو ہزار سال قید تنہائی کاٹی ہے اب اس کا انکار کرو گے، ظلم نہ کرو، جیسا کیسا بھی ہے قبول کر لو، چاہے امت موسوی کا ہو اس سے کیا غرض ہے، نبی چاہئے تھا نبی آ گیا۔ پر نبی چاہئے کیوں تھا؟ نبوت تو بند ہے۔ بند کیوں ہوئی اگر چاہئے تھا!؟ پہلے ان تضادات کو تو حل کر لو پھر یہ بڑھکیں مارو جو تم مارتے ہو

اور کہو کہ شرک فی النبوۃ منظور نہیں، مشرک خود ہو، نبی کے قائل ہو لیکن غیر نبی کے قائل ہو۔ اس نبی کے قائل ہو جس کی امت نے سب سے زیادہ اسلام کی رقابت کی ہے، اسلام کے خلاف حسد کیا ہے۔ اسے اپنا سردار ماننے کے لئے تیار بیٹھے ہو اور ابھی کہتے ہو شرک فی الرسالت کے ہم قائل نہیں۔ شرک فی اللہ کے تو قائل ہیں ہی، وہ تو تم مان بیٹھے ہو اب شرک فی الرسالت والا قصہ بھی ساتھ ہو گیا۔ نہ وہ رہا نہ وہ رہا۔ تمہاری مثال تو اس بے وقوف تیل ڈلوانے والے کی سی بن گئی ہے جو چھوٹا برتن لے کر زیادہ تیل کے پیسے لے کے گھر سے نکلا اور برتن کے پیندے میں بھی تھوڑی سی جگہ بنی تھی کپ الٹا سا بنا ہوتا ہے اس نے جب تیل خریدا تو کچھ تیل چونکہ پیسے زیادہ دے بیٹھا تھا، بچ گیا تو اس نے اس کو الٹا دیا اور کہا باقی اس طرف ڈال دو۔ دکاندار نے کہا ہیں ہیں یہ کیا کرتے ہو وہ تو گر گیا۔ اس نے فوراً سیدھا کر دیا اور جو تھا وہ بھی گیا۔ ان کے تو شرکوں کا یہ حال ہے وہ بڑا برتن تو خدا والا خود الٹا بیٹھے۔ کہہ دیا یہ نہیں ہمیں اس کی پرواہ کوئی نہیں، اللہ کا شرک کیا فرق پڑتا ہے اور وہ جو شرک رسالت تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا، وہ معاملہ بھی ہاتھ سے گیا۔ ثابت کر بیٹھے ہیں اپنے عمل اور اپنے عقیدوں سے کہ شرک فی الرسول کے اگر قائل ہیں تو یہ قائل ہیں اور جماعت احمدیہ کا بلا استثناء بلا شک یہ عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے بعد آپ کے غلاموں میں سے خدا کسی کو شرف بخشے تو بخشے غیر کی مجال نہیں ہے کہ امت محمدیہ میں دخل دے۔ پس شرک فی الرسالت کس کا ہے اور کس کا نہیں، کوئی تو عقل کرو مگر جب عقل رہے ہی نہ باقی تو پھر قرآن کے اس فتوے نے صادر ہونا ہی ہونا ہے کہ اپنا بوجھ تم اتار بیٹھے ہو اور گدھوں کی پیٹھوں پہ لاد دیا ہے جن کو کچھ پتا نہیں کہ کیا لدا ہوا ہے۔

پھر امام مہدی کی باتیں کرتے ہیں۔ امام مہدی نے کرنا کیا ہے آ کر۔ شریعت کامل ہو گئی قرآن غیر مبدل کتاب، حدیث میں صحاح ستہ ایسی ہیں جن پر بہت اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ کسی نبوت کی تاریخ میں اتنی مستند کتابیں موجود نہیں جتنی صحاح ستہ ہیں۔ پھر تمہیں کیا چاہئے مہدی کے کیوں قائل ہو؟ وہ بہتر فرقوں والی بات کیا ہوئی؟ بٹے کیوں اور بٹتے کیوں چلے جا رہے ہو؟ عملاً ساری امت مشرک بنی بیٹھی ہے یہ سارے حالات سب برداشت ہیں لیکن اگر برداشت نہیں تو یہ عقیدہ برداشت نہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی غلامی میں وہ امام جن کی آپؐ نے خبر دی ہے جب وہ آئیں تو ان کو ماننا فرض ہے۔ یہ عقیدہ ہے جو تکلیف دیتا ہے اس کے سوا کوئی تکلیف نہیں۔ پس یہ

سب جھوٹے قصے ہیں، فرضی باتیں ہیں۔ ان لوگوں کو علم ہونا چاہئے، ان کے سیاستدان اتنے جاہل اور لاعلم ہیں ان کو پتا ہی نہیں کہ آخر جھگڑا ہے کیا اور جج بیٹھے فیصلے دے رہے ہیں کہ دیکھو نا بات یہ ہے کہ اللہ کا شرک تو خیر کوئی بات نہیں وہ ہم برداشت کرلیں گے مگر رسالت کا شرک برداشت نہیں کر سکتے۔ جو جاہلوں نے قصے چلائے وہ چل پڑے۔ میں نے عدالتوں کے فیصلے دیکھے ہیں صاف نظر آرہا ہے کہ مولوی پہنچتے ہیں اپنے جتھے اٹھا کے اور ججوں سے کچھ کہتے ہیں ان بے چاروں کو اپنے دین کا علم کوئی نہیں وہ کہتے ہیں اچھا جی پھر لکھ دو فیصلے ہمارے لئے۔ وہ مولویوں کی تحریریں صاف پہچانی جاتی ہیں۔ یہ تحریر پہچاننے کا فن تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ ہزاروں سال کی پرانی کتابوں کے متعلق ماہر فن یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ فلاں کی تحریر ہے یہ فلاں کی نہیں ہے اور یہ فلاں جگہ دخل اندازی ہوئی ہوئی ہے۔ بائبل کے متعلق بھی اس طرح تحقیق ہے تو ان مولویوں کی تحریریں اور ججوں کی تحریریں ایک جیسی تو نہیں ہوتیں بڑا نمایاں فرق ہے اور وہ فرق ان کے فیصلوں میں صاف دکھائی دیتا ہے۔ جہاں مولوی کا فیصلہ شروع ہوا ہر احمدی کو سمجھ آجاتی ہے کہ اب کس کی بات شروع ہوگئی ہے۔ جہاں یہ چل رہا ہے وہاں شرک کیا اور گناہ کیا فسق و فجور کیا سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے بن جاتے ہیں۔

اتنا گناہ بڑھ گیا ہے پاکستان میں کہ اس کا تصور بھی باہر نہیں کیا جا سکتا ایسے ایسے بھیانک جرائم روزانہ نظر کے سامنے آتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ایسے ہوں گے جو نظر کے سامنے نہیں آتے کیونکہ جہاں پولیس بے چاری مجبور اور بے اختیار ہو، پیسے کا انکار کرنا ان کے لئے ممکن نہ رہے اگر شرم ہے تو پیسے کی۔ بعض لوگوں کو پیسے کی بڑی شرم ہوتی ہے وہاں پیسے کی بڑی شرم ہے۔ باقی شرمیں اٹھ گئی ہیں یہ شرم ہے جو بڑی مضبوطی سے قائم ہے اور مولویوں میں بھی یہ بڑی شرم پائی جاتی ہے، پیسے کی بڑی شرم کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غالباً واقعہ ہے کہ ایک مولوی صاحب کے متعلق پتا چلا کہ اس نے نکاح پہ نکاح پڑھا دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اس پہ بڑا حسن ظن تھا انتظار کرتے رہے وہاں ملنے کے لئے آیا کرتا تھا تو ملنے آیا تو ان سے پوچھا مولوی صاحب میں تو بڑی آپ کی عزت کرتا تھا آپ تو بڑے متقی، بزرگ پرہیزگار انسان یہ میں مان نہیں سکتا کہ یہ واقعہ ہوا ہو میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں کہ جھوٹ ہے۔ اس نے کہا جناب میری بات تو سن لیں یک طرفہ بات نہ کرتے چلے جائیں میری بات تو سنیں مجھے موقع تو دیں۔

انہوں نے کہا اچھا بتاؤ کیا بات ہے اس نے کہا بات تو ٹھیک ہے میں نے نکاح پہ نکاح پڑھایا ہے مگر جس کا پڑھایا ہے جب اس نے چڑی جتنا روپیہ میرے ہاتھ پہ رکھ دیا تو میں کیا کر سکتا تھا۔ ''چڑی جتنا'' کہتا ہے روپیہ اتنا بڑا نظر آ رہا تھا مجھے۔ جو حرص کی آنکھ ہو وہ پھر بڑھا کے بھی دیکھ رہی ہوتی ہے۔ بہت بڑا اس کو روپیہ دکھائی دیا کہ جی میں کیا کر سکتا تھا تو وہاں پیسے کی بڑی شرم ہے۔ اب بیچاری پولیس کیا کرے، کوئی پیش رفت نہیں جاتی جہاں پیسہ چل جائے وہاں ہر دوسرا جرم جائز ہے اس لئے سب مقدمے دب جاتے ہیں، سب گناہ نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ وہاں نظر آتے ہیں جہاں پیسہ نہ دیا گیا ہو اور مرضی ہے چاہو تو اپنے خلاف شرعی عدالت میں کیس بھجوا دو، چاہو تو عام عدالت میں۔ قوم کو دو اختیار ہیں ایک طرف شریعت کی اتنی غیرت کہ مولوی کہتا ہے کہ شریعت نہ آئی تو ساری قوم سر کٹا دے گی دوسری طرف ہر مجرم اور ہر ایک ہی مجرم بنا ہوا ہے شرعی عدالت سے ایسا بھاگتا ہے جیسا کوّا غلیلے سے بھاگتا ہے اور جاتے کیوں نہیں وہاں مقدمے، وہ عدالت مردار کی طرح کیوں بیٹھی ہوئی ہے دنیا کی ساری عدالتیں مقدموں سے بھری ہوئی ہیں اتنی بھری ہوئی ہیں کہ چھ چھ مہینے، سال سال، کئی کئی سال تک مجرموں کے فیصلے ہی نہیں ہو رہے۔ وجہ یہ ہے کہ شریعت سے ڈرتے ہیں لوگ اور پیسہ دے دیتے ہیں پولیس کو۔ پولیس کے اختیار میں ہے چاہے تو شریعت کی عدالت میں بھیجے چاہے تو ملکی قانون میں بھیج دے یہ تو شریعت کا احترام ہے۔

اور تقویٰ اور ہمدردی بنی نوع انسان کا یہ حال ہو گیا ہے کہ ایک سے زائد مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے بعض قیدیوں نے حالانکہ مجھے جانتے بھی نہیں، ان احمدی قیدیوں سے تعارف حاصل کر کے جو اس جرم میں پکڑے گئے کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا کرتے تھے انہوں نے بتایا کہ کچھ نیک آدمی یہاں ہمارے لوگوں میں بس کے گئے ہیں ان سے آپ کا پتا چلا ہے سنا ہے آپ بھی خدا ترس ہیں۔ عمر قید کی سزا ختم ہو چکی ہے پچیس سال ہو گئے ہیں باہر نکلنے کے لئے پیسے نہیں۔ اتنی بے حیائی، ایسی سنگدلی، ہر شخص مردار خور بنا ہوا ہے۔ کہیں قتل ہو سہی پھر دیکھیں تھانے دار کس طرح لہک لہک کر جس طرح گدھیں اترتی ہیں اس طرح اپنی پولیس فورس لے کر قتلوں پہ اترتے ہیں اور پھر رائٹ اینڈ لیفٹ، دائیں اور بائیں جس جس کا نام آ سکے اس کا لکھتے چلے جاتے ہیں کہ تفتیش ہے اور پھر پیسے چلتے ہیں اور ایسے واقعات ایک نہیں بارہا ہوئے ہیں کہ زیادہ پیسے دے کر مجرم تو آزاد ہو گئے

اور معصوم پکڑے گئے اور ابھی ایسے ہی تین معصوم بچوں کی ماں کا مجھے خط ملا اور ہماری تحقیق کے مطابق وہ بالکل سچی ہے۔ وہ کہتی ہے اس طرح قتل ہوا تھا ایک گاؤں میں پچیس سال کی بات ہے اور شریکے نے ہماری جائیدادوں پر قبضے کرنے تھے اس لئے جو قاتل تھے انہوں نے پولیس کو پیسے دیئے وہ آزاد دندناتے پھر رہے ہیں اور میرے تینوں بچے، تین ہی بیٹے تھے وہ اس وقت جیل میں پچیس سال عمر قید کاٹ رہے تھے۔ اس بے چاری کے کبھی کبھی دردناک خط آرہے تھے کل پھر اسی مضمون کا خط ملا ہے کہ پچیس ہزار ایک بیٹے کو باہر نکلوانے کے لگ رہے ہیں جبکہ پچیس سال عمر گزر چکی ہے فیصلہ ہو گیا ہے کہ باہر نکل آؤ۔ مجھے مدد کریں تو ہوگا۔ جماعت تو مدد کرتی ہے اپنوں کی بھی اور غیروں کی بھی اور جہاں تک توفیق ہے ہم کوشش کرتے ہیں کہ ظلم کے خلاف جہاد کریں لیکن جس قوم کا یہ حال ہو گیا ہو ایسی جرائم پیشہ قوم ان کی اندرونی نفسیاتی بیماری یہ ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر توہین رسالت کے نام پر جس طرح مولوی کہتا ہے آنکھیں بند کر کے ایک جھوٹی غیرت دکھا دو گے تو سارے گناہ بخشے جائیں گے۔ اتنی ٹیڑھی سوچیں ہیں کہ ٹیڑھی سوچیں اور ٹیڑھے تصورات ساری قوم کی بدکرداریاں بن گئی ہیں اور یہ بدبخت ملاں اس کا ذمہ دار ہے جس نے ساری قوم کو پاگل بنا رکھا ہے اور قوم ذمہ دار ہے جو پوچھتی نہیں ان سے کہ بتاؤ تو سہی قرآن نے کہاں لکھا ہے توہین کا مضمون۔ کیا سزائیں دی گئی ہیں۔ ہم بھی تو دیکھیں ہم بھی تو پڑھیں لیکن علم کا نہ شوق ہے نہ کوئی امکان ہے دور کا بھی، کہ قرآن سے ذاتی تعلق پیدا کریں اس کے مضامین کو پڑھیں اور غور کریں۔ جو مولوی کہتا ہے اس کی وہ بات منظور ہے جو ان کو حق سے دستبردار ہونے پر مجبور نہ کرے وہ ساری باتیں منظور ہیں لیکن اگر سیاست کے اوپر مولوی حملہ کرنے لگے تو پھر دیکھیں کیسا ذلیل اور رسوا ہوتا ہے پچھلے انتخابات میں بھی کیا گیا آئندہ بھی ذلیل ہوتا رہے گا۔

تو یہ صرف تمہیدی بیان ہے جو میں آج کے خطبے میں ختم کر سکا ہوں انشاء اللہ اگلا حصہ میں جمعے میں، جو اس جلسہ سالانہ کے دوران آئے گا شروع کروں گا اور چونکہ ختم نہیں ہو سکتا اس لئے میرا خیال ہے کہ افتتاحی تقریر کا مضمون بھی یہی رکھ لوں اور اسی مضمون کو آگے چلا دوں باقی جو دو دن کی تقریریں ہیں وہ تو الگ خاص موضوع ہے اس میں تو اس کو داخل نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک جلسے کی ہدایت کا تعلق ہے، ایک ہدایت میں اب خصوصیت سے دینا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ بہت سے باہر سے آنے والے یہاں آئیں یا دوسرے جلسوں میں جائیں بعض دفعہ قرض

مانگتے ہیں۔ اپنے میزبانوں سے یا دوستوں سے اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ بہت مشکل میں پڑ گئے ہیں اور بعد میں پھر مجھے مصیبت پڑتی ہے۔ سب ان کے شکوے ہمارے اوپر اور یہ آئے تھے اور لے گئے اور وہ آئے تھے اور کھا گئے اور پیسے نہیں مل رہے تو اس لئے میں نے پہلے بھی بارہا اعلان کیا ہے۔ میں پھر کرتا ہوں یہاں جلسہ ہو یا امریکہ ہو یا دنیا میں کہیں باہر سے آنے والے ہوں اگر کوئی احمدی جو مسافر ہے اور مسافری کا عذر رکھ کر قرض طلب کرتا ہے تو اس کو نظام جماعت کی طرف Refer کریں یعنی اس کی طرف اس کو توجہ دلائیں کہ یہاں جاؤ اور نظامِ جماعت اگر مجھے کہے گا تو پھر میں تیار ہوں گا ورنہ براہِ راست مجھے اجازت نہیں ہے۔ جن کے ذاتی معاملات اور تعلقات ایسے ہیں کہ وہ اگر قرض دے دیں اور کھایا بھی جائے تو پرواہ نہ ہو ان کا معاملہ الگ ہے وہ بے شک شوق سے کریں ان کا اپنا روپیہ ہے۔ چاہے تو جہنم میں پھینک دیں مجھے اس سے کیا غرض ہے، ہاں یہ تکلیف ہوگی کہ جہنم کی بجائے جنت میں بھی پھینک سکتے تھے، سلسلہ کو چندہ دے سکتے تھے بجائے اس کے کہ ایک کھانے والے کے سپرد کر دیا۔ مگر بہر حال وہ پھر مجھے کچھ کہہ نہیں سکیں گے لیکن اگر باہر سے آنے والے پیسے مانگتے ہیں اور آپ دے دیتے ہیں اور تحقیق نہیں کرتے یا جماعت سے نہیں پوچھتے اور پھر وہ آپ کو گزند پہنچاتا ہے تو آپ ذمہ دار ہیں آج بھی، کل بھی، پرسوں بھی ذمہ دار رہیں گے۔ میں کئی دفعہ یاددہانیاں کرا کے تھک چکا ہوں۔ آپ لوگ مانتے نہیں ہیں، لیکن اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لیں۔

دوسرے سیکیورٹی کے نظام میں ہر احمدی سیکیورٹی افسر ہے اور یہ بات دنیا کے کسی اور نظام کو حاصل نہیں۔ بیدار مغزی کے ساتھ اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوؤں کو دیکھیں، پہچانیں، نہیں جانتے تو مستعدر ہیں، ہوشیار رہیں۔ گویا آپ اس کی ہر حرکت کے ذمہ دار بن گئے ہیں۔ یہ سیکیورٹی کا نظام ہے لیکن حسن خلق کے ساتھ نظم وضبط کے ساتھ۔

جہاں تک روانڈا کا تعلق ہے میں بارہا جماعت کو نیک تحریکات کرتا ہوں اور بارہا توقعات سے بڑھ بڑھ کے جماعت خدمت دین کرتی ہے، لبیک کہتی ہے اور میں پھر بھی نہیں تھکتا، پھر بھی آپ کو بلاتا رہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمارا کردار ہے اور کردار کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ کسی جگہ بھی ظلم کے زخم لگے ہوں، کسی جگہ بھی لوگ فلاکت زدہ ہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں تو مومن کا کردار یہ ہے کہ ایسے موقع پر جو کچھ بھی اس کے بس میں ہو ضرور کرتا ہے۔ اور کافر کا یہ کردار ہے کہ اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کیا

ہو رہا ہے۔ قرآن کریم اس مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۲﴾
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۳﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۴﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۵﴾
يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۷﴾ (البلد: 12 تا 17)

کہ اصل دین تو وہ ہے جو جفاکشی کی طرف بلانے والا ہو بلند چوٹیوں کی طرف چڑھنے کی دعوت دیتا ہو گھاٹیوں سے اوپر آنے کی طرف اشارے کر رہا ہو اور یہ ہے کیا؟ گھاٹیوں سے بلندی پر چڑھنا کس کو کہتے ہیں۔ اس میں ایک بات یہ بیان فرمائی کہ جب بھوک عام ہو جائے اور بظاہر تمہارے بس میں نہ ہو اس کو نپٹانا پھر بھی جو تم میں طاقت ہے تم وہ لے کر آگے بڑھ جاتے ہو اور جو یہ نہیں کرتے وہ مومن نہیں ہیں ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ پس میں جانتا ہوں کہ ہمارا آٹے میں نمک کے برابر بھی حصہ نہیں ہوگا ہمیں جو توفیق ہے سارے کام دوسرے بھی جاری ہیں مگر یہ اطمینان تو ہوگا کہ ہم نے تمام بوجھوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی اس دائمی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے لبیک کہا ہے اور روانڈا کے مظلوم ہیں جو خصوصاً زائر میں انتہائی دردناک حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ Cholera پھیلا ہوا ہے مصیبتوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے میں اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا معمولی نذرانہ پیش کر کے جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ توفیق کے مطابق دیں دوسرے جو لازمی دائمی چندے ہیں ان پر اثر نہیں ڈالنا وہ اپنی اپنی اہم ضروریات ہیں لیکن وعدوں میں نہ رہیں زیادہ کوشش کر کے جتنا بھی توفیق ہے وہ دے دیں کیونکہ وہاں کے حالات اب وعدوں کا انتظار نہیں کر سکتے۔ جہاں تک جماعت زائر کا تعلق ہے ان کو میں نصیحت کرتا ہوں جیسے میں نے پہلے کہا تھا وہ ہیضے کی وبا جس میں اور ذرائع میسر نہ ہوں جیسے کہ وہاں اس وقت نہیں ہیں بہت ہی موثر علاج ہے۔ ''سلفر۔200'' اور مفت میں کثرت کے ساتھ بنائی جاسکتی ہے آپ کی ٹیمیں وہاں پہنچیں اور ان کو روزانہ صبح شام ''سلفر''۔200 میں کھلائیں۔ چند گولیاں میٹھی اور مٹھاس تو ویسے ہی ان بے چاروں کو ضرورت ہے وہ تو ایک دانہ بھی میٹھا منہ میں پہنچ جائے تو اس کو غنیمت سمجھیں گے اور اس کے علاوہ Camphor ہے۔ اگر ہیضہ ہو چکا ہو آغاز میں ''کیمفر۔30'' دیا جائے تو اس سے ہیضہ بڑھنے سے رک جاتا ہے پھر میں تفصیل سے پہلے بھی بتا چکا ہوں Cuprum ہے اگر پاؤں میں تشنج زیادہ ہو ہاتھ پاؤں مڑتے ہوں۔ اگر کھلے اسہال ہوں تو اس پر Veratrum Album دوا ہے تو اس

طرح میں دواؤں کے متعلق ہیضے کے متعلق خصوصیت سے پہلے روشنی ڈال چکا ہوں اور وہاں کے مبلغ وہ ریکارڈ بھی کرتے ہوں گے۔ فوری طور پر اگر خود نہیں کر سکتے اتنی توفیق نہیں تو دوسری تنظیموں کو بتائیں اور ان کو کہیں کہ ہم آپ کو دوائیاں تیار کر دیتے ہیں۔ ہماری سرداری میں تم ٹیمیں تیار کرو اور فوری طور پر کثرت سے ان جگہوں میں پہنچ کر ان کے علاج کی کوشش کرو ان کو اس دردناک عذاب سے بچانے کی کوشش کرو۔ ایک بھوک اور اوپر سے ہیضہ تو بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ہماری ادنیٰ اور بہت ہی حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے آسمان سے ان پر رحم نازل فرمائے۔ آمین